غیر مقلدین
کے تمام فرقوں
جماعۃ المسلمین، مسلمین، مسلم، جمیعت اہلِ حدیث
غرباء اہلِ حدیث، اثری، راشدی، سلفی وغیرہ
سے
صرف دس حدیثوں اور چند اُصول وضوابط کی وضاحت کا
مطالبہ
از
مولانا مفتی احمد ممتاز صاحب
جامعۃ الخلفاء الراشدین
مدنی کالونی، گریکس ماری پور، ہاکس بے روڈ، کراچی
فون: 021-2352200 موبائل: 0333-2226051

غیر مقلدین

کے تمام فرقوں

جماعۃ المسلمین، مسلمین، مسلم، جمیعت اہلِ حدیث

غرباء اہلِ حدیث، اثری، راشدی، سلفی وغیرہ

سے

صرف دس حدیثوں اور چند اصول وضوابط کی وضاحت کا

از

(حضرت مولانا مفتی) احمد ممتاز (دامت برکاتہم)

جامعہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم، مدنی کالونی، گریکس ماری پور کراچی

فون: 021-2352200 موبائل: 0333-2226051

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زیرِ نظر پرچہ میں جن دس احادیث کا مطالبہ کیا گیا ہے ان کا تعلق نماز سے ہے۔ جب نماز جو اسلام کا بہت بڑا رکن ہے، سے متعلق صرف دس احادیث کا مطالبہ پورا نہیں کر سکتے (اور انشا اللہ تعالیٰ قیامت تک پورا نہ کر سکیں گے) تو ہمارا خیر خواہانہ مشورہ یہ ہے کہ ضد، ہٹ دھرمی اور بغض وعناد سے توبہ کر کے انصاف کو دلوں میں جگہ دینا چاہیے اور درج ذیل حدیث اور اجماعِ مسلمین پر عمل کرتے ہوئے ائمہ مجتہدین (امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ) میں سے کسی ایک کے دامن کو مضبوطی سے پکڑ کر ان کی تقلید میں شریعت پر عمل کرنے کا اعلان کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ اتباعِ حق کی توفیق عطا فرمائیں۔

حدیث : عن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ انه سمع رسول الله ﷺ قال : اذا حكم الحاكم فاجتهد ثم أصاب فله اجران و اذا حكم فاجتهد ثم أخطأ فله اجر (صحيح مسلم ٢ / ٧٦)

''حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب حاکم فیصلہ کر لے اور اسمیں کوشش کرے پھر حق تک پہنچے تو اس کے لیے دو اجر ہیں اور جب کوشش کر کے فیصلہ دے لیکن اس میں غلطی کرے تو اس کے لئے ایک اجر ہے''

اجماعِ مسلمین : قال العلامة النووی رحمه الله تعالى :

قال العلماء : اجمع المسلمون ان هذا الحديث فى حاكم عالم اهل للحكم فان أصاب فله اجران ، اجر باجتهاده و اجر باصابته ، و ان اخطأ فله اجر باجتهاده (و فى الحديث محذوف تقديره اذا اراد الحكم فاجتهد) ؛ قالوا : فاما من ليس باهل للحكم فلا يحل له الحكم ، فان حكم فلا اجر له بل

هو اثم و لا ينفذ حكمه سواء وافق الحق ام لا ، لان اصابته اتفاقية ليست صادرة عن اصل شرعی فهو عاص فی جميع أحكامه سواء وافق الصواب ام لا و هی مردودة كلها و لا يعذر فی شئ من ذلك (نووی شرح صحيح مسلم ۲ / ٦٧)

"امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: علماء نے کہا ہے کہ مسلمانوں کا اجماع ہے کہ اس حدیث میں مراد وہ حاکم ہے جو عالم ہو اور اس میں حکم اور اجتہاد کی اہلیت ہو پس ایسا مجتہد حاکم جب حق بات کہے تو اسکو دو اجر ملیں گے۔ ایک اجتہاد اور کوشش کی وجہ سے اور دوسرا وصولِ حق کی وجہ سے، اگر غلطی کرے پھر بھی اجتہاد اور محنت کی وجہ سے ایک اجر ملے گا۔ انہوں نے کہا ہے کہ جس میں اجتہاد کی اہلیت نہیں اس کیلئے حکم دینا جائز نہیں۔ اگر اس نے حکم اور مسئلہ بتایا تو بجائے ثواب کے گنہگار ہوگا اور اس کا یہ حکم اور مسئلہ معتبر اور نافذ نہ ہوگا خواہ وہ مسئلہ اور حکم صحیح اور حق کیوں نہ ہو۔ کیونکہ اس کا حق بات کہنا ایک اتفاقی امر ہے کسی اصل اور قاعدہ شرعیہ کی وجہ سے نہیں لہذا یہ غیر مجتہد تمام احکام و مسائل میں گنہگار ہوگا، خواہ وہ صحیح ہوں یا غلط اور اسکے تمام احکام، مسائل مردود ہوں گے اور اس کو معذور نہیں سمجھا جائے گا (کیونکہ یہ اگر ایک مسئلہ صحیح بتائے گا تو سو مسئلے غلط بتائے گا اور حدیث صحیح بخاری کے مطابق خود بھی گمراہ ہوگا اور دوسروں کو بھی گمراہ کرے گا جیسے آج کے غیر مقلد کہ انہوں نے ائمہ مجتہدین ماجورین رحمہم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر خود گمراہ ہو رہے ہیں اور غلط مسائل بیان کر کے دوسروں کو بھی گمراہ کر رہے ہیں)

غیر مقلد علامہ وحید الزمان نے بھی اس موقع پر لکھا اور اس وجہ سے ہر ایک مجتہد اور امام کا احسان ماننا چاہیئے کہ انہوں نے خدا واسطے دین میں کوشش کی اور ان کی برائی اور بدگوئی سے باز رہنا چاہیئے (ترجمہ صحیح مسلم ۴/۸۴۳)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿غیر مقلدین سے دس احادیث کا مطالبہ﴾

سوال نمبر۱ :اگر کوئی بھول کر پہلی رکعت پر بیٹھ گیا اور تشہد جب پورا 'یا' کچھ حصہ پڑھا تو یاد آیا اور فوراً دوسری رکعت کے لیے کھڑا ہوا۔اس غلطی اور خطا کی صورت میں اس کی نماز فاسد ہوئی یا مکروہ؟ سجدہ سہو واجب ہوا یا نہیں؟ پورے تشہد اور کچھ حصہ پڑھنے کے حکم میں اگر فرق ہے تو وہ بھی بتایا جائے ، نیز اگر بھول کر کسی ایک رکعت میں فاتحہ کی جگہ تشہد پڑھنے لگا اور پورا یا کچھ حصہ پڑھنے کے بعد یاد آجائے تو اس کا کیا حکم ہوگا؟ آپ ﷺ نے جو تفصیل صراحتاً بتائی ہے صحیح سند سے بتائی جائے۔

سوال نمبر۲ :۔ایک شخص جب مسجد میں پہنچا تو امام صاحب ایاك نعبد تک فاتحہ پڑھ چکا تھا۔یہ شخص بھی اللہ اکبر کہکر نماز میں شریک ہوا اور فاتحہ پڑھنا شروع کردی "ایاك نعبد " تک پہنچا ہی تھا کہ امام صاحب نے "ولا الضالین " کہا،اورسب نے امین کہی۔۔۔پوچھنا یہ کہ اس شخص کی فاتحہ تو مکمل نہیں ہوئی یہ امام کے ساتھ امین کہے گا "یا" نہیں؟ اگر کہے گا تو یہ امین اس شخص کی فاتحہ کے درمیان میں آئی تو اب سوال یہ ہے کہ فاتحہ کو پھر شروع سے ترتیب کیساتھ پڑھے گا۔یا۔جو باقی رہ گئی ہے صرف وہی پڑھے گا؟ اور جب اس کی اپنی فاتحہ مکمل ہوئی تو اب امین کہے گا۔۔یا۔۔نہیں؟ اور کہے گا تو بلند آواز سے یا آہستہ آواز سے؟ آپ ﷺ نے اس مقتدی کو فاتحہ پڑھنے اور امین کہنے کا جو طریقہ تفصیل سے بتایا ہے۔وہ صحیح سند کے ساتھ بتایا جائے تاکہ ہر ایک کو یقین ہو جائے کہ غیر مقلدین ہر مسئلہ میں صریح اور صحیح حدیث پر عمل کرتے ہیں۔

سوال نمبر۳ :رکوع سے پہلے اور بعد رفع یدین فرض ہے یا واجب یا سنت یا مستحب؟ اگر کوئی اس کو قصداً یا سہوا چھوڑ دے تو اسکی نماز فاسد ہوگی یا مکروہ اور سہو کی صورت میں سجدہ سہو

واجب ہوگا۔۔یا۔۔نہیں؟

سوال نمبر۴ :قرآن پاک کی کوئی ایسی آیت یا کوئی ایسی صریح ،غیر متعارض حدیث پیش کریں کہ جس میں یہ تفصیل ہو کہ جہری نمازوں کی پہلی دو رکعتوں میں امام اور مقتدی دونوں بلند آواز سے آمین کہیں اور سری نمازوں کی تمام رکعتوں میں دونوں آہستہ آواز سے کہیں اور جب کوئی اکیلا نماز پڑھتا ہو تو وہ تمام نمازوں کی سب رکعتوں میں آہستہ امین کہے۔

سوال نمبر۵ :امام ،منفرد اور مقتدی میں سے کون تکبیرات اونچی کہے اور کون آہستہ؟ اور کن نمازوں میں اور کتنی رکعتوں میں؟ خلاف کرنے پر سجدہ سہو واجب ہوگا یا نماز فاسد ہوگی؟

سوال نمبر۶ : ثناء،تعوذ اور تسمیہ صرف پہلی رکعت میں پڑھی جائیں یا ہر رکعت میں؟ آہستہ پڑھی جائیں یا اونچی آواز سے؟ خلاف کرنے پر سجدہ سہو واجب ہوگا یا نماز فاسد ہوگی؟

سوال نمبر۷ :امام،منفرد اور مقتدی تینوں **سمع الله لمن حمده** اور **ربنا و لک الحمد** کہیں یا بعض؟ اونچی آواز سے کہیں یا آہستہ؟ خلاف کرنے پر سجدہ سہو واجب ہوگا یا نماز فاسد ہوگی؟

سوال نمبر۸ :اگر مقتدی بعد میں آئے اور اس کے سورۃ فاتحہ مکمل کرنے سے پہلے امام رکوع میں چلا جائے تو کیا مقتدی فاذا رکع فارکعوا (پس جب امام رکوع کرے تو تم فوراً رکوع کرو، بخاری) کے حکم پر عمل کرے یا فاتحہ مکمل کرنے کے بعد رکوع کرے؟ اگر فاتحہ کے مکمل ہونے سے قبل امام نے رکوع سے سر اٹھایا تو اب اسے کیا کرنا چاہیے؟ اگر فاتحہ درمیان میں چھوڑ کر رکوع میں گیا تو اب اپنی فاتحہ کس طرح مکمل کرے؟

سوال نمبر۹ : پہلی تکبیر ہاتھ اٹھانے کے وقت کہی جائے یا ہاتھ نیچے لانے کے وقت؟ خلاف کرنے پر سجدہ سہو واجب ہوگا یا نماز فاسد ہوگی؟

سوال نمبر۱۰ :منفرد اور مقتدی جہری نمازوں میں قرآءت آہستہ آواز سے کریں یا اونچی آواز

سے؟ نیز مغرب کی تیسری اور عشاء کی تیسری و چوتھی رکعت میں قرآءت اونچی آواز سے کی جائے یا آہستہ آواز سے؟ اور صرف فاتحہ پڑھی جائے یا فاتحہ وسورت دونوں؟ خلاف کرنے پر سجدہ سہو واجب ہوگا یا نماز فاسد ہوگی؟

تنبیہ:۔ان دس سوالوں کا جواب قرآن کی قطعی الدلالۃ آیت یا صحیح ،صریح غیر متعارض حدیث سے دینا ضروری ہے۔۔۔۔سنا ہے آپ کے ہاں قیاس آرائی سے کام لینا شیطان بننے کی کوشش کرنا ہے اور کسی مجتہداور ماہر شریعت کی تقلید کرنا شرک کا ارتکاب کرنا ہے۔اگر ایسا ہے تو ان سے بچنے کی کوشش کیجئے گا۔

غیر مقلدین سے چند اصول وقواعد کی وضاحت

آج کل غیر مقلدیت (لا مذہبیت) کا فتنہ عام ہو رہا ہے،غیر مقلدین نئے نئے انداز سے اہل السنۃ والجماعۃ مقلدین خصوصاً احناف زاداللہ تعالی سوادہم سے عقائد واعمال کے متعلق اُغلوطات یعنی بے ڈھنگے سوالات کرتے رہتے ہیں ان سے یہ سوٴالات اس وقت تک آپ وصول نہ کریں جب تک درجہ ذیل اصول وقواعد کی وضاحت سے آپ کو جواب نہ دیں۔

(۱)اجماع دلیل شرعی ہے یا نہیں؟۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (۲) قیاس شرعی حجت شرعیہ ہے یا نہیں؟

غیر مقلدین کے دور حاضر کے سرخیل ومحقق حافظ زبیر علی زئی تحریر فرماتے ہیں۔۔۔

"قرآن وحدیث سے اجماع کا حجت ہونا ثابت ہے" مثلا دیکھئے

(سورۃ النساء ۱۱۵،والمستدرك للحكم وسنده صحيحٍ) (آگے لکھتے ہیں)شیخ الکل سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۲۷ھ) نے "مخالف اجماع مسلمین "پر شدید رد فرمایا ہے (دیکھئے فتاوی نذیریہ

۱/۱۷)(آگے مزید لکھتے ہیں) حافظ عبداللہ محدث غازی پوری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۳۷ھ) فرماتے ہیں "واضح رہے کہ ہمارے مذہب کا اصل الاصول صرف اتباع کتاب وسنت ہے اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ اہل الحدیث کو اجماع امت وقیاس شرعی سے انکار ہے کیونکہ یہ دونوں کتاب وسنت سے ثابت ہیں تو کتاب وسنت کے ماننے سے ان کا ماننا بھی آگیا" (ابراء اہل الحدیث والقرآن ص۳۲) مزید فرماتے ہیں: اجماع کی حجیت کے لیے **امام شافعی رحمہ اللہ** (متوفی ۲۰۴ھ) کی کتا ب "الرسالۃ اور حافظ ابن حزم الاندلسی (متوفی ۴۵۶ھ) کی کتاب الاحکام پڑھیں (ماہنامہ "الحدیث" حضر وشمارنمبرا جون۲۰۰۴ء)

ان اقتباسات سے دواصول معلوم ہوئے۔ ﴿۱﴾ اجماع دلیل شرعی ہے اور قرآن وحدیث کی نصوص سے ثابت ہے۔

﴿۲﴾ قیاس شرعی بھی حجت ہے اور اس کا ماننا اس طرح ضروری ہے۔جس طرح قرآن وحدیث کو ماننا ضروری ہے۔

اصل وقاعدہ نمبر(۱) اجماع سے متعلق چند امور کی وضاحت مطلوب ہے

(۱) اجماع دلیل شرعی ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو اس کی حقیقت اور تعریف کیا ہے؟ (۲) کس زمانے کے لوگوں کا اجماع حجت ہے؟ (۳) کس قسم کی صلاحیت واستعداد کے حامل افراد کا اجماع حجت ہے؟ (۴) ثبوت اجماع کے لیے ان سب کا ایک بات پر متفق ہونا ضروری ہے یا اکثر کا یا بعض کا؟ (۵) کس قسم کے احکام میں اجماع سے استدلال درست ہے؟۔۔۔آیات صریحہ اور احادیث صحیحہ صریحہ سے وضاحت کیجئے۔

اصل وقاعدہ نمبر(۲)قیاس سے متعلق چند امور کی وضاحت مطلوب ہے

(۱) قیاس شرعی کی تعریف اور حقیقت کیا ہے؟ (۲) شرعی قیاس کون کرے گا؟ اور کن حضرات کے لیے کرے گا؟ (۳) شرعی قیاس کرنے والے پر یہ اعلان کرنا کہ میں شرعی قیاس کا اہل ہوں، ضروری ہے یا نہیں؟ (۴) مذکورہ اعلان شرعی دلیل کے بغیر معتبر سمجھا جائے گا یا نہیں؟ (۵) اگر دلیل ضروری ہے تو کس قسم کی دلیل سے اس کی اہلیت ثابت ہوسکتی ہے؟ کتاب اللہ سے یا سنت سے یا اجماع وقیاس سے؟ (۶) کن مسائل میں قیاس شرعی حجت ہے؟ اور کن میں نہیں؟

(۷) حافظ زبیر علی زئی نے مندرجہ بالا عبارات میں سید نذیر حسین دہلوی صاحب، حافظ عبداللہ غازی پوری صاحب، حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالی اور حافظ ابن حزم الاندلسی رحمہ اللہ تعالی کے مخصوص نام لے کر ان کی تقلید میں جو اجماع اور قیاس شرعی کو تسلیم کیا ہے اس میں ان سے کہیں شرک تو نہیں ہوا؟

تنبیہ:۔ جو غیر مقلدین اور جماعۃ المسلمین وغیرہ گمراہ فرقوں کے پیروکار ببانگ دہل یہ اعلان کرتے ہیں کہ اجماع اور قیاس، حجت شرعیہ نہیں ان سے متعلق درج ذیل سوالات کے جوابات مطلوب ہیں۔

(۱) اجماع وقیاس شرعی کی حجیت کا انکار قرآن وحدیث کا انکار ہے یا نہیں؟ (۲) انکار کرنے والوں کا حکم کیا ہے؟ مسلمان ہیں یا نہیں؟

﴿۳﴾ کتاب وسنت کا وہی مفہوم معتبر ہے جو سلف صالحین سے ثابت ہے یا نہیں؟

غیر مقلدین کے امام وقت حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:" کتاب وسنت کا وہی مفہوم معتبر ہے جو سلف صالحین سے ثابت ہے" آگے لکھتے ہیں) محدث حافظ عبداللہ

روپڑی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۸۴ھ) کیا خوب فرماتے ہیں :"خلاصہ یہ کہ ہم تو ایک ہی بات جانتے ہیں وہ یہ کہ سلف کا خلاف جائز نہیں " (فتاوی اہل الحدیث ج۱/ص۱۱۱) ماہنامہ "الحدیث" حضروج نمبر شمارہ نمبر۱ جون۲۰۰۴ء ص۴)

حافظ زبیر علی زئی کی تحریر سے بھی یہ اصل وقاعدہ معلوم ہوا کہ قرآن وحدیث کا وہ مفہوم معتبر ہوگا جو سلف صالحین سے ثابت ہو۔

اصل وقاعدہ نمبر(۳)سلف صالحین سے متعلق درج ذیل امور کی وضاحت مطلوب ہے

(۱) سلف صالحین کا مصداق کون کون سے حضرات ہیں؟ (۲) ان حضرات کی مکمل تعداد ،نام مع زمانہ بالتفصیل بتائیں؟ (۳) کیا سلف صالحین کے ناموں کا قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں ہونا ضروری ہے یا نہیں؟ (۴) سلف صالحین کا زمانہ کب سے کب تک ہے؟ (۵) آج اگر کسی آیت یا حدیث کے مفہوم میں اختلاف ہوجائے اور آپ کے بتائے ہوئے ناموں میں سے کسی نام کی شخصیت نے اس کا مفہوم نہ بتایا ہو تو اس کا فیصلہ کس طرح ہوگا؟ (۶) اگر سلف صالحین کا آپس میں حدیث کے مفہوم میں اختلاف ہوجائے تو ایسی صورت میں بعد والے کسی کی بات پر عمل کریں گے؟ (۷) سلف صالحین بننے کیلئے علمی صلاحیت واستعداد اور تقوی وطہارت دونوں کی ضرورت ہے یا کسی ایک کی؟ دلیل اور مقدار استعداد وتقوی بتایئے؟ (۸) قرآن وحدیث نے اس مقدار کے لئے جو پیمانہ مقرر کیا ہے وہ بتائیں؟ (۹) آپ کے بتائے ہوئے پیمانے کے مطابق اگر یہ صلاحیت ،سلف صالحین کے زمانے کے بعد کسی فرد میں پائی جائے تو اس کے بتلائے ہوئے مفہوم کا حکم سلف صالحین کے حکم کی طرح ہوگا یا نہیں ؟ قرآن مجید کی آیت اور حدیث صحیح سے بتائیں ؟ (۱۰) کیا قرآن کریم کی کسی آیت یا حدیث سے یہ ثابت ہے کہ سلف صالحین کا زمانہ ختم ہو

ا؟اب اس درجہ کا کوئی پیدا نہیں ہوگا؟(۱۱)اگر پیدا ہوسکتا ہے تو وہ آیت اور حدیث بتلائیں ؟اگر نہیں تو پھر وہ آیت اور حدیث بتائیں؟

﴿٤﴾ :"واذ اجاء هم امر من الامن او الخوف اذاعوابه ولو ردوه الى الرسول والى اولى الامر منهم لعلمه الذين يستنبطونه منهم (النساء آیت ۸۳)اور جب ان لوگوں کو کسی امر کی خبر پہنچتی ہے خواہ امن کی ہو یا خوف کی ہو تو اس کو مشہور کر دیتے ہیں اور اگر یہ لوگ اس کو رسول ﷺ اور جو ان میں سے ایسے امور کو سمجھتے ہیں ان کے سامنے پیش کرتے تو اس کو وہ حضرات ضرور پہچان لیتے جو ان میں اس کی تحقیق کرلیا کرتے ہیں"

"فاسئلو اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون "(الانبیاء آیت ۷) "اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر (علماء) سے پوچھو"

"واتبع سبيل من اناب الى "(لقمان آیت ۱۵) اور اس شخص کی راہ پر چل جو میری طرف رجوع ہوا۔

"وقالو الو كنا نسمع او نعقل ما كنا فى اصحٰب السعير"(الملک آیت ۱۰) "اور کہیں گے اگر ہم سنتے یا سمجھتے ہوتے تو ہم اہل دوزخ میں سے نہ ہوتے"

"اذا حكم الحاكم فاجتهد ثم اصاب فله اجران واذا حكم فاجتهدثم اخطأ فله اجر"(بخاری ج۱۰۹۲/۲،مسلم ج۷۶/۲)

یعنی جب حاکم (مجتہد) فیصلہ کرے اور صحیح فیصلہ پر پہنچ جائے تو اس کو دو اجر ملتے ہیں اگر حاکم اجتہاد سے فیصلہ کرے اور خطا ہو جائے تو ایک اجر کا مستحق ہے۔

ہر ادنی سا طالب علم بھی یہ بات بخوبی جانتا ہے کہ تمام لوگ فہم و سمجھ کے اعتبار سے یکساں نہیں ہوتے اور یہ عام مشاہدہ ہے کہ جماعت میں تمام لڑکے پہلے نمبر پر نہیں آتے

جو کامل درجے کا باصلاحیت ہو وہ پہلے نمبر کا مستحق بنتا ہے اور جو اس درجے کا حامل نہ ہو وہ دوسرے، تیسرے یہاں تک کہ بعض لڑکے صلاحیت کی کمزوری کی وجہ سے راسب اور ناکام بھی ہو جاتے ہیں۔

درجہ بالا آیات وحدیث سے صراحتاً یہ اصل وضابطہ معلوم ہوتا ہے کہ فہم وسمجھ کے اعتبار سے لوگوں کی دو قسمیں ہیں یعنی بعض وہ ہیں جو شریعت دان اور ماہر شریعت ہوتے ہیں اور اس مہارت کی وجہ سے قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کے وہ گہرے اور مخفی مسائل جن تک ہر کس و ناکس کا ذہن نہیں پہنچتا کو ظاہر کرتے ہیں اور بعض وہ ہیں جو اس درجہ کی صلاحیت سے محروم ہیں۔۔۔۔۔**الحاصل :۔ ایک قسم** اہل استنباط واجتہاد کی ہے اور دوسری **قسم** وہ جو استنباط واجتہاد کی اہل نہیں۔

اصل وقاعدہ نمبر(۴)دونوں قسموں سے متعلق چند امور کی وضاحت مطوب ھے

(۱) فہم وسمجھ کے اعتبار سے لوگ یکساں ہیں یا نہیں؟ غیر مقلد صاحب اپنی رائے سے مطلع فرمائے (۲) اگر آپ کے ہاں بھی یکساں نہیں ہیں جیسا کہ نصوص سے ثابت ہے تو ان کے درمیان فرق کا پیمانہ بتائیں؟ (۳) دونوں قسمیں مقام ورتبہ اور ذمہ داریوں کے اعتبار سے برابر ہیں یا نہیں؟ (۴) اگر نہیں تو ان کا مقام ورتبہ اور ذمہ داریاں بالتفصیل بتائیں؟ جیسے امام کا مقام ورتبہ اور ذمہ داری یہ ہے کہ وہ نماز پڑھائے اور مقتدی کا یہ ہے کہ اس کے اقتداء میں نماز پڑھے۔

﴿۵﴾:۔ صحیح بخاری کی روایت "انما العلم بالتعلم "(جلد۱/۱۶) جس کی حضرات شارحین رحمہم اللہ تعالیٰ نے یہ شرح فرمائی ہے " لیس العلم المعتبر الا الما خوذ من الانبیاء وورثتهم علی سبیل التعلم و التعلیم "

(کرمانی ونحوہ فتح الباری ج ۱ /۲۱۳ وکذا فی عمدۃ القاری ج ۵۸/۲) اس حدیث وشرح سے یہ اصل وقاعدہ معلوم ہوا کہ علم وہی معتبر ہے جو با قاعدہ کسی استاذ سے تعلیم وتعلم کے ذریعہ حاصل ہوا ہواور جو علم صرف اردو تراجم وغیرہ کے مطالعہ کی مرہون منت ہو وہ معتبر نہیں، لہذا ایسے شخص کی بات پر اعتماد کرنا جائز نہیں۔

اصل وقاعدہ نمبر(۵)اس اصل وقاعدہ سے متعلق چند امور کی وضاحت مطوب ھے

(۱)حدیث میں بیان کردہ جو یہ اصول ہے کہ علم محض وہ معتبر ہے جو با قاعدہ کسی استاذ سے تعلیم وتعلم کے ذریعہ سے حاصل ہوا ہو،اس کا ماننا ضروری ہے یا نہیں؟اگر نہیں تو اس کا منکر حدیث کا منکر ہے یا نہیں؟(۲)اگر آپ بھی حدیث کے مطابق ضروری سمجھتے ہیں تو اس ضابطہ کی حدود کے بارے میں بتائیں کہ استاذ سے حاصل کردہ علم کی کتنی مقدار معتبر ہے؟اس کا پیمانہ بتانا ضروری ہے تا کہ معتبر اور غیر معتبر میں فرق آسان ہو۔(۳) نیز معتبر ہونے کا کیا مطلب ہے؟(۴) کسی شخص نے با قاعدہ کسی استاذ سے تعلیم وتعلم کے ذریعہ علم حاصل کیا تو اس کا کسی آیت وحدیث کا بتایا ہوا مفہوم بھی سلف صالحین کے مفہوم کی طرح معتبر ہوگا یا نہیں؟(۵)علم معتبر کا زمانہ کب سے کب تک ہے؟ (۶) آج بھی کسی کو علم معتبر حاصل ہوسکتا ہے یا نہیں؟

مندرجہ بالا مطلوبہ وضاحتوں کے جوابات صرف قرآن پاک کی صریح آیت اور غیر معارض صحیح حدیث سے دینا ضروری ہے۔

جامعہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم

مدنی کالونی گریکس ماری پور ہاکس بے روڈ کراچی

فون نمبر 021-2352200 موبائل نمبر 0333-2226051